محبت اہل بیت: ایک حکم وجوبی

قرآن، حدیث، آثار صحابہ اور اقوال آئمہ سے مزین ایک مختصر تحریر

میزان الرحمٰن علائی

mizanamjadi97@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام: محبت اہل بیت: ایک حکم وجوبی

مرتب: میزان الرحمٰن علائی

حال مقیم: ہٹ بے، جزیرہ انڈمان۔ ہند۔

ضخامت: ۴۷ر صفحات

تاریخ: ۱۶ر دسمبر ۲۰۲۱ء

ای میل: mizanamjadi97@gmail.com

محبت اہل بیت: ایک حکم وجوبی

’’اے سوار! منی کی وادی محصب میں ٹھہر اور درۂ خیف میں بیٹھے
ہوئے اور استادہ لوگوں کو بتا؛ جب سحر کے وقت حجاج کرام
دریائے فرات کی تلاطم خیز موجوں کی طرح منی کی جانب گام فرسا
ہوں؛ کہ، اگر (بالفرض) آل محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے
محبت ہی کا نام رفض ہے تو تمام جن و انسان اس بات پر گواہ ہو
جائیں کہ میں رافضی ہوں‘‘۔ امام شافعی

اہل بیت اطہار کی عزت وتوقیر اوران سے محبت ومودت شریعت مطہرہ کا ایک وجوبی حکم ہے مگر آج جس بے باکی اور بے حسی کے ساتھ ان کے بارے میں اہانت آمیز کلام کیا جاتا ہے وہ واقعی کسی المیہ سے کم نہیں ہے۔ یہاں میں اہل بیت کی عظمت اور حقوق کے تعلق سے قرآن وحدیث کے کچھ واضح تر فیصلے پیش کئے دیتا ہوں؛ باقی اہل بیت اطہار کی توہین کا ارتکاب کرنے والے افراد اپنے اعمال وافکار کا محاسبہ خود ہی کر لیں۔

قرآنی فرامین:

۱۔ اللہ رب العزت نے سورۃ الشوری میں فرمایا: قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى [۱]۔ یعنی: اے نبی! آپ فرمادیں کہ میں اس (دعوت حق) کے بدلے میں (اپنی) قرابت کی محبت کے سوا تم سے کچھ نہیں مانگتا۔

امام ابوبکر قرطبی رحمہ اللہ (م: ۶۷۱ھ/۱۲۷۳ء) اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’قتادہ کا قول ہے: مشرکین نے کہا کہ شاید محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
اپنی محنت اور تگ ودو کے بدلے کوئی معاوضہ چاہتے ہیں جس پر یہ

۱۔ القرآن الکریم، السورۃ: الشوری، الجزء: ۲۵، الآیۃ: ۲۳۔

آیت کریمہ نازل ہوئی تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں اپنی اور اپنے قرابت داروں کی محبت پر آمادہ کریں'' [۱]۔

امام سیوطی رحمہ اللہ (۸۴۹-۹۱۱ھ/۱۴۴۵-۱۵۰۵ء) اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''امام احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن جریر اور ابن مردویہ نے طاؤس کے طریق سے حضرت عبداللہ ابن عباس **رضی اللہ عنہما** سے نقل کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ ﴿ **اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى** ﴾ کے بارے میں پوچھا گیا تو حضرت سعید بن جبیر **رضی اللہ تعالی عنہ** نے جواب دیا: اس قرابت سے مراد آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں'' [۲]۔

بیہقی وقت حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ عثمانی مظہری پانی پتی (۱۱۳۴-۱۲۲۵ھ) اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:'

''بعض حضرات نے اس کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ: تم لوگ میرے قرابت داروں اور میری اولاد سے محبت کرو اور ان کے معاملے میں میرا لحاظ رکھو۔ یہی قول سعید بن جبیر اور عمرو بن شعیب کا ہے'' [۳]۔

۱۔ قرطبی، ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح انصاری اندلسی مالکی۔ **الجامع لاحکام القرآن**۔ ج: ۱۸۔ ص: ۴۷۰۔ مطبوعہ: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان۔ سن اشاعت: ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء۔

۲۔ سیوطی، جلال الدین ابو الفضل عبدالرحمٰن بن ابوبکر بن محمد بن ابوبکر بن عثمان۔ **الدر المنثور فی التفسیر الماثور**۔ ج: ۷۔ ص: ۳۴۵، ۳۴۶۔ مطبوعہ: دار الفکر، بیروت۔ سن اشاعت: ۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء۔

۳۔ قاضی پانی پتی، محمد ثناء اللہ مظہری عثمانی حنفی نقشبندی۔ **تفسیر المظہری**۔ ج: ۸، ص: ۲۶۰۔ مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان۔ سن اشاعت: ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء۔

امام طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' میں اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث نقل کی ہے۔حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں:

''لما نزلت ﴿قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ قالوا: يارسول الله! ومن قرابتك هؤلاء الذين وجبت علينا مؤدتهم؟ قال: على وفاطمة وأبناهما''[۱]۔

یعنی: جب آیت کریمہ ﴿ترجمہ: اے نبی! آپ فرمادیں کہ میں اس (دعوت حق) کے بدلے میں (اپنی) قرابت کی محبت کے سوا تم سے کچھ نہیں مانگتا﴾ نازل ہوئی تو لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کے قرابت دار کون ہیں جن کی محبت ہم پر واجب ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی، فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے۔

۲۔ یوں ہی سورہ: احزاب میں اللہ کریم نے فرمایا:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا [۲]۔ یعنی: اے اہل بیت! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ وہ تم سے ہر ناپاکی کو دور فرمادے اور تمہیں خوب خوب پاک کردے۔

امام سیوطی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ابن جریر، ابن أبي حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں آرام فرماتے اور آپ پر خیبر

۱۔ أخرجه الطبراني في الكبير، ۳/ ۳۹، الرقم: ۲۶۴۱۔

۲۔القرآن الكريم، السورة: الاحزاب، الجزء: ۲۲، الآية: ۳۳۔

کی بنی ہوئی چادر تھی، اسی دوران حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہنڈیا لے
کر آئیں جس میں خزیرہ موجود تھا۔ یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا: اپنے شوہر اور اپنے دونوں بیٹے حسن اور حسین کو بھی بلا لیجئے، سو وہ
انہیں بلا کر لے آئیں۔ اب اسی دوران کہ وہ لوگ کھانا کھا رہے تھے،
آیت کریمہ ﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ
الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا﴾ نازل ہوئی۔ اس وقت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے چادر کے باقی ماندہ حصے سے ان لوگوں کو ڈھانپ لیا،
پھر چادر سے اپنا دست مبارک باہر نکال کر آسمان کی طرف اشارہ
کرتے ہوئے فرمایا: بار الٰہ! یہ میرے اہل بیت ہیں، یہ میرے خاص
ہیں، ان سے رجس کو دور فرما اور انہیں خوب خوب پاکیزہ بنا دے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین مرتبہ کہی۔ حضرت ام سلمہ رضی
اللہ تعالی عنہا کہتی ہیں: میں نے اپنا سر چادر کے اندر ڈال کر عرض کیا:
یا رسول اللہ! میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ ہوں، آپ نے دو بار فرمایا:
آپ خیر کی طرف ہیں"[۱]۔

اس مقام پر علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اہل بیت کی تشریح کرتے ہوئے متعدد احادیث پیش
کرنے کے بعد اپنے مخصوص محققانہ انداز میں نہایت ہی عمدہ بات کہی ہے، وہ فرماتے ہیں:

"یہ یا اس قسم کی دیگر احادیث اس بات پر دلالت نہیں کرتیں کہ اہل
بیت کا حکم صرف ان ہی چار نفوس رضی اللہ عنہم کے ساتھ خاص ہے،
آیت کا ماقبل اور مابعد بھی اس تخصیص کی تائید نہیں کرتا اور عرف ولغت

۱۔ سیوطی، جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمٰن بن ابوبکر بن محمد بن ابوبکر بن عثمان۔ **الدر المنثور فی التفسیر الماثور**۔ ج:٦۔ ص:٦٠٣۔ مطبوعہ: دارالفکر، بیروت، لبنا۔ سن اشاعت: ۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء۔

بھی اس تخصیص سے مانع ہے، کیوں کہ لغوی اعتبار سے اہل بیت کا اصل اطلاق عورتوں پر ہے اور اولاد وغیرہ پر اس کا اطلاق تبعاً ہوتا ہے، کیوں کہ اغلب طور پر ان کیلئے علیحدہ گھر بنائے جاتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالی نے فرشتوں کے اُس قول کو بطور حکایت بیان کرتے ہوئے فرمایا جو انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اہلیہ حضرت سارہ سے کہا تھا: ﴿اَتَعۡجَبِیۡنَ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰہِ، رَحۡمَتُ اللّٰہِ وَبَرَکٰتُہٗ عَلَیۡکُمۡ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ﴾[السورۃ: ھود، الآیۃ: ۷۳، الجزء: ۱۲] کیا تمہیں اللہ کے حکم پر تعجب ہو رہا ہے؟ اے اہل بیت! تم پر اللہ کی رحمت اور برکات نازل ہوں۔ یہاں اگرچہ کلام عورتوں کے لئے ذکر کیا گیا ہے مگر صحیح بات وہی ہے جو ہم نے بیان کی، یعنی یہ کہ آیت کریمہ تمام اہل بیت کو شامل ہے''[۱]۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں:

''خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم غداۃً وعلیہ مرط مرحل من شعر أسود، فجاء الحسن بن علی رضی اللہ عنہما فأدخلہ، ثم جاء الحسین رضی اللہ عنہ فدخل معہ، ثم جاءت فاطمۃ رضی اللہ عنہا فأدخلہا، ثم جاء علی رضی اللہ عنہ فأدخلہ، ثم قال: اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَہِّرَکُمۡ

۱۔ قاضی پانی پتی، محمد ثناء اللہ مظہری عثمانی حنفی نقشبندی۔ تفسیر المظہری۔ ج:۷۔ص:۳۴۴۔ مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان۔ سن اشاعت: ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء۔

تَطْهِيْرًا"[۱]۔

یعنی: نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت ایک منقش اونی چادر زیب تن کئے ہوئے باہر تشریف لائے تو آپ کے پاس حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چادر میں داخل فرمالیا۔ پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ آئے تو وہ بھی چادر کے اندر داخل ہوگئے۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی چادر میں داخل فرمالیا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی چادر میں داخل فرمالیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: اے اہل بیت! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ وہ تم سے ہر ناپاکی کو دور فرمادے اور تمہیں خوب خوب پاک کردے۔

۳۔ یوں ہی سورہ: آل عمران میں فرمایا:

﴿فَمَنْ حَآجَّکَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَاجَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَاَنْفُسَنَاوَاَنْفُسَكُمْ،ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ﴾[۲]۔

ترجمہ: اے محبوب! آپ کے پاس علم آجانے کے بعد جو کوئی آپ سے عیسی کے بارے میں حجت کرے تو ان سے کہہ دیجئے کہ آؤ، ہم اپنے بیٹوں کو بھی بلائیں اور تمہارے بیٹوں کو بھی، اپنی عورتوں کو بھی بلائیں اور تمہاری عورتوں کو بھی، اپنے آپ کو بھی اور تم کو بھی، پھر مباہلہ کریں (یعنی عاجزی وانکساری کے ساتھ اللہ کے حضور فریاد کریں)، پھر جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں۔

۱۔أخرجه مسلم فی الصحیح، ۴/۱۸۸۳، الرقم: ۲۴۲۴، والحاکم فی المستدرک، ۳/ ۱۵۹، الرقم: ۴۷۰۷، وابن أبی شیبة فی المصنف، ۶/ ۳۷۰، الرقم: ۳۲۱۰۲، والبیهقی فی السنن الکبری، ۲/ ۱۴۹، الرقم: ۲۶۸۰۔

۲۔ القرآن الکریم، السورة: آل عمران، الجزء: ۳، الآیة: ۶۱۔

امام آلوسی (۱۲۱۷-۱۲۷۰ھ/۱۸۰۲-۱۸۵۴ء) لکھتے ہیں:

''روایت میں ہے کہ جب راہب نجران نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آتے ہوئے دیکھا، اور آپ کے ساتھ حضرت علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنھم بھی تھے، تو اس نے کہا: اے گروہ نصاری! میں کچھ ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر وہ یہ دعا کریں کہ اللہ تعالی پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دے، تو وہ ضرور پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دے گا؛ سو ان کے ساتھ مباہلہ نہ کرو، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے [۱]۔

غوث ربانی، امام صمدانی سیدی محی الدین عبدالقادر جیلانی (۴۷۱-۵۶۱ھ/۱۰۷۸-۱۱۶۶ء) اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''روایت میں آیا ہے کہ جب وفد نجران کو مباہلے کی دعوت دی گئی تو ان لوگوں نے کہا: ہم پہلے غور وفکر کر لیں۔ پھر جب وہ اپنے سب سے بڑے دانشور کے پاس گئے تو اس سے پوچھا: اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: واللہ! تم لوگ جان گئے ہو کہ وہ وہی نبی ہیں جن کی خبر تمہاری کتاب میں دی گئی ہے، اور وہ تمہارے صاحب کے معاملے میں قول فیصل لے کر آئے ہیں۔ اللہ کی قسم! جس قوم نے بھی کسی نبی کے ساتھ مباہلہ کیا ہے وہ ہلاک ہوگئی ہے، سو اگر تم لوگ اپنے دین سے محبت کرتے ہو تو اس شخص کو چھوڑ دو، اور واپس لوٹ

۱۔ آلوسی، محمود بن عبداللہ حسینی بغدادی۔ **روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی**، ج:۳، ص:۱۸۸، ۱۸۹۔ مطبوعہ: داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان۔ سن اشاعت: ندارد۔

جاؤ۔ پھر جب وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ، اس وقت حضرت حسین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں تھے اور حضرت حسن کا ہاتھ آپ نے تھام رکھا تھا، اور حضرت فاطمہ آپ کے پیچھے چل رہی تھیں اور ان کے پیچھے حضرت علی چل رہے تھے؛ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: جب میں دعا کروں تو تم لوگ آمین کہنا۔ یہ دیکھ کر اسقف یعنی پادری نے کہا: اے گروہ نصاری! میں کچھ ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر وہ یہ دعا کریں کہ اللہ تعالی پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دے ،تو وہ (رب کریم)ضرور پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دے گا؛ سو ان کے ساتھ مباہلہ نہ کرو، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ چنانچہ ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قبول کی اور دو ہزار سرخ حلے اور تیس آہنی زرہ بطور جزیہ دینا قبول کیا۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر یہ لوگ مباہلہ کرتے تو انہیں بندروں اور خنزیروں کی شکل میں مسخ کر دیا جاتا، وادی ان لوگوں پر ضرور آگ سے بھر دی جاتی اور اللہ تعالی نجران اور اہل نجران کا قلع قمع فرما دیتا، یہاں تک کہ درختوں پر پرندے بھی نہ بچتے'' [۱]۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہیں:'' **لما نزلت هذه الآية ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ كُم﴾ دعا رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا**

ا۔عبدالقادر جیلانی، ابن موسی بن عبداللہ بن یحیی زاہد بن محمد بن داود بن موسی الجون بن عبداللہ محضی بن حسن مثنی بن حسن بن علی بن ابی طالب۔ **تفسير الجيلانی**۔ج:۱ص:۲۸۰،مطبوعہ:مکتبۃ معروفیۃ،کانسی روڈ،کوئٹہ، پاکستان۔سن اشاعت:۱۴۳۱ھ/۲۰۱۰ء۔

وفاطمة وحسنا وحسينا، فقال: اللهم هؤلاء أهلي''[۱]۔

یعنی: جب (مباہلہ سے متعلق) یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ﴿تو ان سے کہہ دیجئے کہ آؤ، ہم اپنے بیٹوں کو بھی بلائیں اور تمہارے بیٹوں کو بھی﴾ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین کو بلایا، اور پھر عرض کیا: بار الٰہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔

۴۔ یوں ہی سورہ: احزاب میں اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا﴾[۲]۔

ترجمہ: اے نبی کی بیویو! تم دوسری عورتوں میں سے کسی کی طرح نہیں ہو، اگر تم تقوی اختیار کرو تو ایسی نرمی سے باتیں نہ کرو کہ وہ جس کے دل میں (حرص وہوا کا) مرض ہے، لالچ کرنے لگے؛ اور باتیں باوقار انداز میں کیا کرو۔

علامہ ابوالقاسم محمود بن عمر زمخشری (۴۶۷-۵۳۸ھ/۱۰۷۵-۱۱۴۴ء) اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ کا مطلب یہ ہے کہ تم عورتوں کی جماعتوں میں سے کسی بھی دوسری جماعت کی طرح نہیں ہو یعنی امت کی عورتیں جماعت میں بلائی جائیں گی تو کوئی بھی جماعت فضل وکمال

۱۔أخرجه مسلم في الصحيح، ۴/ ۱۸۷۱، الرقم: ۲۴۰۴، والترمذي في السنن، ۵/ ۲۲۵، الرقم: ۲۹۹۹، وأحمد بن حنبل في المسند، ۱/ ۱۸۵، الرقم: ۱۶۰۸، والنسائي في السنن الكبرى، ۵/ ۱۰۷، الرقم: ۸۳۹۹، والحاكم في المستدرك، ۳/ ۱۶۳، الرقم: ۴۷۱۹۔

۲۔القرآن الكريم، السورة: الاحزاب، الجزء: ۲۲، الآية: ۳۲۔

میں تمہارے برابر نہ ہوں گی'' [۱]۔

امام سیوطی لکھتے ہیں:

''امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے **لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ** کا مفہوم یہ نقل کیا ہے کہ: تم اس امت کی عورتوں جیسی نہیں ہو'' [۲]۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کا معنی بتائے ہوئے فرمایا: میرے نزدیک تمہاری قدر و منزلت دوسری نیک اور صالح عورتوں جیسی نہیں ہے بلکہ تم تو میرے نزدیک انتہائی مکرم ہو اور تمہارا اجروثواب میرے یہاں بہت زیادہ ہے۔ یہ آیت کریمہ دیگر تمام عوتوں پر ان کی فضیلت کو درشاتی ہے'' [۳]۔

احادیث نبوی:

۱۔حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں:

۱۔زمخشری، ابوالقاسم محمود بن عمر بن محمد بن احمد خوارزمی۔ **الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل**۔ج:۵،ص:۶۶،مطبوعہ:مکتبۃ العبیکان، الریاض۔سن اشاعت: ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۸ء۔

۲۔سیوطی، جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمٰن بن ابوبکر بن محمد بن ابوبکر بن عثمان۔ **الدر المنثور فی التفسیر الماثور**۔ج:۶۔ص:۵۹۸۔مطبوعہ: دارالفکر، بیروت، لبنا۔سن اشاعت:۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء۔

۳۔قاضی پانی پتی، محمد ثناء اللہ مظہری عثمانی حنفی نقشبندی۔ **تفسیر المظہری**. ج: ۷. ص: ۳۴۰۔ مطبوعہ: داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان۔سن اشاعت:۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء۔

''قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أحبوا الله لما يغذوكم من نعمه، وأحبوني بحب الله عزوجل، وأحبو أهل بيتي لحبي''[۱]۔

ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: اللہ رب العزت سے ان نعمتوں کی وجہ سے محبت کرو جو اس نے تمہیں عطا فرمائیں، اور مجھ سے اس لئے محبت کرو کہ اللہ عزوجل مجھ سے محبت فرماتا ہے، اور میرے اہل بیت (رضوان اللہ تعالی علیہم أجمعین) سے اس لئے محبت کرو کہ میں ان سے محبت کرتا ہوں۔

۲۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا:

''ألا ان عيبتي التي آوى اليها أهل بيتي، وان كرشي الأنصار، فاعفوا عن مسيئهم واقبلوا من محسنهم''[۲]۔

ترجمہ: اچھی طرح سن لو! میرا جامہ دان جس سے مجھے سکون ملتا ہے، وہ میرے اہل بیت ہیں؛ اور میری جماعت انصار ہیں۔ سوان کے بروں کو معاف کردو اور ان کے اچھوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

۳۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

۱۔أخرجه الترمذي في الجامع، ۶ / ۱۲۶، الرقم: ۳۷۸۹، والحاكم في المستدرك، ۳/ ۱۶۲، الرقم: ۴۷۱۶، والبيهقي في الشعب، ۱ / ۳۶۶، الرقم: ۴۰۷۔

۲۔أخرجه الترمذي في الجامع، ۶/ ۱۹۴، الرقم: ۳۹۰۴، وقال: هذا حديث حسن، وابن أبي شيبة في المصنف، ۶ / ۳۹۹، الرقم: ۳۲۳۵۷، وابن سعد في الطبقات الكبرى، ۲/ ۲۵۲]۔

’’ أيها الناس! انى تارک فيکم أمرين لن تضلوا ان اتبعتموهما ، وهما: کتاب الله وأهل بيتى عترتى، ثم قال: أتعلمون أنى أولى بالمؤمنين من أنفسهم ثلاث مرات،قالوا: نعم، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم:من کنت مولاه فعلى مولاه‘‘[۱]۔

یعنی:اے لوگو! میں تمہارے مابین دو چیزیں چھوڑ کر جانے والا ہوں،اگر تم ان کی اتباع کرو گے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ان دونوں میں سے ایک اللہ کی کتاب ہے،اور ایک میرے اہل بیت ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں مومنین کو ان کی جانوں سے بھی بڑھ کر عزیز ہوں۔صحابہ کرام نے جواب دیا: ہاں۔اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں مولی ہوں،علی بھی اس کا مولی ہے۔

۴۔حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے،وہ کہتے ہیں،میں نے عرض کیا:

’’یارسول الله! ان قريشا اذا لقى بعضهم بعضا لقوهم ببشر حسن، واذا لقونا لقونا بوجوه لانعرفها، قال: فغضب النبى صلى الله عليه وسلم غضبا شديدا،وقال: والذى نفسى بيده لايدخل قلب رجل الايمان حتى يحبکم لله ولرسوله ولقرابتى‘‘[۲]۔

۱۔أخرجه الحاكم فى المستدرک ،۵/۳۰۳، الرقم:۴۶۳۷۔

۲۔أخرجه أحمد بن حنبل فى المسند، ۱ /۲۰۷، الرقم: ۱۷۷۲، والنسائى فى السنن الکبرى، ۵/ ۵۱، الرقم: ۸۱۷۶، والبزار فى المسند،۶ / ۱۳۱، الرقم: ۲۱۷۵، والبيهقى فى الشعب، ۲/ ۱۸۸، الرقم: ۱۵۰۱، والديلمى فى مسند الفردوس، ۴/ ۳۶۱، الرقم: ۷۰۳۷۔

یعنی: یارسول اللہ! جب قریش باہم ملتے ہیں تو مسکراتے چہروں کے ساتھ ملتے ہیں لیکن جب وہ ہمارے ساتھ ملتے ہیں تو ایسا چہرہ بنا کر ملتے ہیں گویا ہم انہیں پہچانتے ہی نہیں ہیں۔ حضرت عباس کہتے ہیں: یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت غضناک ہوئے اور پھر آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! کسی شخص کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ تم سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور میری قرابت کی خاطر محبت نہ کرے۔

۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’**خیر کم خیر کم لأھلی من بعدی** ‘‘ [۱]۔ یعنی: تم میں بہتر وہ ہیں جو میرے بعد میرے اہل کے لئے بہتر ہوں۔

۶۔ حضرت حسن بن علی **رضی اللہ تعالی عنھما** سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’**ألزموا مؤدتنا أھل البیت فانه من لقی اللہ عزوجل وھو یؤدنا دخل الجنة بشفاعتنا، والذی نفسی بیده! لاینفع عبدا عمله الا بمعرفة حقنا**‘‘[۲]۔

یعنی: ہم اہل بیت کی محبت کو لازم پکڑلو، کیوں کہ جس کسی نے اس حال میں اللہ عزوجل سے ملاقات کی کہ وہ ہم سے محبت کرتا تھا تو وہ ہماری شفاعت کے سبب جنت میں داخل ہوگا۔ اس ذات مقدس کی قسم جس

۱۔ أخرجه الحاکم فی المستدرک، ۳/ ۳۲۵، الرقم: ۵۳۵۹، وأبویعلی فی المسند، ۱۰/ ۳۳۰، الرقم: ۵۹۲۴، وابن أبی عاصم فی السنة، ۲/ ۶۱۶، الرقم: ۱۴۱۴، والدیلمی فی مسند الفردوس، ۲/ ۱۷۰، الرقم: ۲۸۵۱، والھیثمی فی مجمع الزوائد، ۸/ ۴۸۷، الرقم: ۱۵۰۲۳۔

۲۔ أخرجه الطبرانی فی الأوسط، ۲/ ۳۶۰، الرقم: ۲۲۳۰۔

کے دست قدرت میں میری جان ہے! ہمارے حق کی شناخت کے بغیر کسی بھی بندے کو اس کا عمل فائدہ نہ دے گا۔

۷۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ نے فرمایا:

''لایؤمن عبد حتی أکون أحب الیه من نفسه وأهلی أحب الیه من أهله وعترتی أحب الیه من عترته وذاتی أحب الیه من ذاته''[۱]۔

یعنی: کوئی بندہ اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ بن جاؤں اور میرے اہل بیت اس کے نزدیک اس کے اپنے گھر والوں سے زیادہ محبوب نہ بن جائیں، اور میری اولاد اسے اپنی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہوں، اور میری ذات اسے اپنی ذات سے بھی زیادہ محبوب نہ بن جائے۔

۸۔ حضرت ابورافع رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا:

''أنت و شیعتک تردون علی الحوض رواء مروّیین، مبیضة وجوهکم، وان عدوک یردون علی ظماءً مقبحین''[۵]۔

یعنی: اے علی! تو اور تیرے چاہنے والے (بروز قیامت) حوض کوثر پر میرے پاس شاداب وسیراب

۱۔أخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر، ۷/ ۷۵، الرقم: ۶۴۱۶، والبیهقی فی الشعب، ۲/ ۱۸۹، الرقم: ۱۵۰۵، والدیلمی فی مسند الفردوس، ۵/ ۱۵۴، الرقم: ۷۷۹۵۔

۲۔أخرجه الطبرانی فی الکبیر، ۱/ ۳۱۹، الرقم: ۹۴۸۔

ہوکر آئیں گے اوران کے چہرے سفید وروشن ہوں گے جبکہ تیرے دشمن میرے پاس اس حال میں آئیں گے کہ وہ پیاسے ہوں گے اوران کا چہرہ بدنما ہوگا۔

۹۔حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''حب آل محمد یوما خیر من عبادة سنة و من مات علیه دخل الجنة''[۱]۔

یعنی: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے ایک دن کی محبت پورے سال کی عبادت سے بہتر ہے، اور جوشخص اہل بیت کی محبت پر وصال کرجائے وہ داخل جنت ہوگا۔

۱۰۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

'' من سره أن یکتال بالمکیال الأوفی اذا صلی علینا أهل البیت فلیقل:اللهم صل علی محمد النبی وأزواجه أمهات المؤمنین وذریته وأهل بیته کما صلیت علی ابراهیم انک حمید مجید''[۲]۔

ترجمہ: جو یہ خوشی حاصل کرنا چاہے کہ جب وہ ہم اہل بیت پر درود پڑھے تو اسے اس کے عمل کا پورپورا بدلہ دیاجائے تو وہ یوں کہے: بارالہ! تو نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اوران کی ازواج مطہرات امہات المومنین پر اوران کی ذریت پر اوران کے اہل بیت پر درود بھیج، جیسا کہ تو نے درود بھیجا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام

۱۔أخرجه الدیلمی فی مسند الفردوس، ۲ / ۱۴۲، الرقم: ۲۷۲۱۔

۲۔أخرجه أبوداؤد فی السنن، ۱ / ۲۵۸، الرقم: ۹۸۲، والبیهقی فی السنن الکبری، ۲ / ۱۵۱، الرقم: ۲۶۸۶، وأیضا فی الشعب، ۲/ ۱۸۹، الرقم: ۱۵۰۴۔

پر۔ بے شک تو بڑی تعریف کیا ہوا اور بزرگ ترین رب ہے۔

صحابہ کرام کی نظر میں اہل بیت کی عظمت:

اگر آپ کتب احادیث وتراجم کا بغور جائزہ لیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اہل بیت اطہار کی حد درجہ عزت کیا کرتے تھے۔ مثال کے طور پر امام ابوزکریا یحیی بن شرف نووی شافعی (۶۳۱-۶۷۷ھ/ ۱۲۳۳-۱۲۷۸ء) تہذیب الاسماء واللغات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم حضرت عباس بن عبدالمطلب کے تعلق سے لکھتے ہیں:

''کانت الصحابة تکرمه وتعظمه وتقدمه وتشاوره وتأخذ برایه'' [۱]۔

یعنی: صحابہ کرام حضرت عباس کی تعظیم وتکریم بجالاتے، انہیں مقدم رکھتے، ان سے رائے مشورہ لیتے اوران کی آراء پر عمل کرتے۔ یونہی دور فاروقی میں جب قحط پڑ گیا تو امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے ان ہی کے وسیلے سے دعا مانگی تھی۔ سنئے پورا قصہ حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کی زبانی، وہ کہتے ہیں:

''ان عمر بن الخطاب کان اذا قحطوا استسقی بالعباس بن عبدالمطلب، فقال: اللهم انا کنا نتوسل الیک بنبینا صلی الله علیه وسلم فتسقینا ، وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا ، قال: فیسقون'' [۲]۔

۱۔ نووی، ابوزکریا یحیی بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام۔ **تہذیب الاسماء و اللغات**۔ ج:۱، ص:۲۵۸، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان۔ سن اشاعت: ندادر۔

۲۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ۔ **الصحیح**. ج: ۵، ص: ۴۷، رقم الحدیث: ۳۷۰۰۔ مطبوعہ: دارالتاصیل مرکز البحوث وتقنیۃ المعلومات، قاہرہ، مصر۔ سن اشاعت: ۱۴۳۳ھ/ ۲۰۱۲ء۔

یعنی: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانے میں جب قحط سالی آئی تو انہوں حضرت عباس بن عبد المطلب کے وسیلے سے یوں دعا مانگی: بار الٰہ! ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرتے تھے تو تو ہمیں سیراب کر دیا کرتا تھا۔ اب ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی اکرم کے عم محترم کا وسیلہ پیش کرتے ہیں، تو ہمیں سیراب فرما دے۔ راوی کہتے ہیں: وہ لوگ فوراہی سیراب کر دیئے گئے۔

حضرت صدیق اکبر کے نزدیک اہل بیت کی عظمت:

امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ اہل بیت کی کس قدر عزت کیا کرتے تھے؟ اس کا اندازہ آپ اس بات سے لگائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنھا سے ایک طویل روایت ہے، روایت کا آخری حصہ یہ ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''والذی نفسی بیدہ ! لقرابة رسول الله صلی الله علیه وسلم أحب الی أن أصل من قرابتی''[۱]۔

یعنی: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا مجھے میرے قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنھما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:

''ارقبوا محمدا صلی الله علیه وسلم فی أهل بیته''[۲]۔

۱۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ۔ الصحیح۔ ج: ۵، ص: ۴۹، رقم الحدیث: ۳۷۰۱۔ مطبوعہ: دار التاصیل مرکز البحوث وتقنیۃ المعلومات، قاہرہ، مصر۔ سن اشاعت: ۱۴۳۳ھ/ ۲۰۱۲ء۔

۲۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ۔ الصحیح۔ ج: ۵، ص: ۴۹، الرقم: ۳۷۰۲۔ مطبوعہ: دار التاصیل مرکز البحوث وتقنیۃ المعلومات، قاہرہ۔ سن اشاعت: ۱۴۳۳ھ/ ۲۰۱۲ء۔

یعنی: اہل بیت کے معاملے میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق کا خیال رکھو۔

حضرت عمر فاروق کے نزدیک اہل بیت کی عظمت:

حضرت زید بن اسلم اپنے والد سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں روایت کرتے ہیں:

''انہ دخل علی فاطمة بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم، فقال: یافاطمة! والله مارأیت أحدا أحب الی رسول الله صلی الله علیه وسلم منک، والله! ماکان أحد من الناس بعد أبیک صلی الله علیه وسلم أحب الی منک''[۳]۔

یعنی: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے یہاں تشریف لے جا کر کہا: اے فاطمہ! اللہ کی قسم! میں نے آپ سے زیادہ کسی کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک محبوب نہیں دیکھا ہے، اور بخدا! آپ کے والد محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں کوئی بھی ایسا نہیں جو مجھے آپ سے زیادہ محبوب ہو۔

حضرت موسی بن محمد تیمی اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''ان عمر لما دون الدیوان، ألحق الحسن والحسین بفریضة أبیهما، لقرابتهما من رسول الله صلی الله علیه وسلم، فرض لکل منهما خمسة آلاف

ا۔حاکم، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بن نعیم بن الحکم نیشاپوری شافعی۔**المستدرک علی الصحیحین** . ج:۵، ص: ۳۷۹، **رقم الحدیث**: ۴۷۹۷ ۔مطبوعہ: دارالتاصیل مرکز البحوث وتقنیۃ المعلومات، قاہرہ، مصر۔سن اشاعت: ۱۴۳۵ھ/ ۲۰۱۴ء۔

درھم''[۱]۔

ترجمہ: جب حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے لوگوں کے لئے وظائف مقرر کئے تو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قرابت داری کی وجہ سے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین (رضی اللہ تعالی عنھما) کے لئے ان کے والد (حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم) کے برابر پانچ پانچ ہزار وظیفہ مقرر فرمایا۔

حضرت زہری سے روایت ہے:

''ان عمر کسا أبناء الصحابة، ولم یکن فی ذلک مایصلح للحسن والحسین فبعث الیمن فأتی بکسوة لهما، فقال: الآن طابت نفسی''[۱]۔

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے صحابہ کرام کے بیٹوں کو کپڑے پہنائے تاہم ان میں کوئی بھی کپڑا ایسا نہ تھا جو حسنین کریمین کے لائق ہوتا۔ سو حضرت عمر نے یمن سے کپڑے منگوا کر انہیں پہنائے اور پھر فرمایا: اب میرا دل خوش ہوا۔

حضرت ابوہریرہ کے نزدیک اہل بیت کی عظمت:

حضرت ابومہزم سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں:

''کنا فی جنازة أمرأة ومعنا أبوهریرة فجیء بجنازة رجل فجعله بینه وبین المرأة فصلی علیهما، فلما

۱۔ ذہبی، ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان دمشقی۔ سیر أعلام النبلاء، ج: ۳، ص: ۲۵۹۔ مطبوعہ: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان۔ سن اشاعت: ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء۔

۲۔ ذہبی، ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان دمشقی۔ سیر أعلام النبلاء، ج: ۳، ص: ۲۸۵۔ مطبوعہ: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان۔ سن اشاعت: ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء۔

أقبلنا أعيا الحسين فقعد فی الطريق، فجعل أبو هريرة
ينفض التراب عن قدميه بطرف ثوبه،فقال الحسين: يا أبا
هريرة! وأنت تفعل هذا، قال أبوهريرة: دعنی فوالله لو
يعلم الناس منک ما أعلم لحملوک علی رقابهم''[۱]۔

ترجمہ: حضرت ابومہزم کہتے ہیں: ہم لوگ ایک عوت کے جنازے میں تھےاور ہمارے ساتھ حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالی عنہ) بھی تھے، اسی دوران ایک مرد کا جنازہ بھی لایا گیا، آپ رضی اللہ عنہ نے مرد اورعورت کے درمیان فاصلہ کرایا اور پھران دونوں کی نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر جب ہم لوگ واپس ہوئے تو حضرت حسین رضی اللہ تعالی عنہ تھک کر راستے میں بیٹھ گئے۔ اس وقت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ اپنے کپڑے کے دامن سے ان کے پیروں سے مٹی صاف کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر (حضرت امام) حسین نے کہا: اے ابوہریرہ! آپ یہ کررہے ہیں؟ (یعنی آپ تو کافی بزرگ اور محترم ہیں، یہ کام آپ کی شان کے لائق نہیں) حضرت ابوہریرہ نے جواب دیا: (شہزادے!) مجھے یہ کرنے دیجئے۔ اللہ کی قسم! اگر آپ کے تعلق سے لوگوں کو وہ معلوم ہوتا جو میں جانتا ہوں تو وہ آپ کو اپنی گردنوں پر اٹھائے چلتے۔

حضرت مساورسعدی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں:

''رأيت أباهريرة قائما علی مسجد رسول الله صلی الله
عليه وسلم يوم مات الحسن ؛ يبكی ، وينادی بأعلی
صوته: يا أيها الناس! مات اليوم حِب رسول الله صلی
الله عليه وسلم، فأبكوا''[۲]۔

۱۔ابن عساکر، حافظ ابوالقاسم علی بن حسن ابن ھبۃ اللہ بن عبداللہ بن حسین دمشقی۔ تاريخ مدينة دمشق، ج:۱۴، ص:۱۷۹،۱۸۰۔مطبوعہ: دارالفکر، بیروت۔سن اشاعت:۱۴۱۵/۱۹۹۵ء۔

۲۔ذہبی، ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان دمشقی۔سير أعلام النبلاء، ج:۳، ص: ۲۷۷۔مطبوعہ: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان۔سن اشاعت:۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء۔

ترجمہ: جس دن (امام) حسن رضی اللہ تعالی عنہ نے وفات پائی، اس دن میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کو مسجد نبوی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں کھڑے ہو کر روتے ہوئے دیکھا؛ اور آپ رضی اللہ عنہ اپنی بلند آواز میں کہہ رہے تھے: اے لوگو! آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب چلا گیا۔ یہ سن کر لوگ رونے لگے۔

حضرت امیر معاویہ کے نزدیک اہل بیت کی عظمت:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ اہل بیت اطہار کی کتنی عزت کیا کرتے تھے؟ اس کا اندازہ آپ اس بات سے لگائیں۔ عباس بن خرشہ کلابی سے روایت ہے، روایت کا ماحصل یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی عدالت میں میاں بیوی کے باہمی نزاع سے متعلق ایک مقدمہ پیش ہوا جس کا فیصلہ کچھ عرصہ پہلے حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم فرما چکے تھے، سو شوہر نے حضرت علی کرم اللہ وجھہ کے فیصلے کا ذکر کرتے ہوئے بیان دیا:

ان أبا تراب فرق بيني وبين امرأتي بكذاو كذا، قال: قد أجزنا قضاءهٗ عليك''[۱]۔

ترجمہ: حضرت ابوتراب (یعنی علی بن اَبی طالب رضی اللہ تعالی عنہ) نے میرے اور میری اہلیہ کے مابین اتنے اتنے پر تفریق فرمادی تھی۔ یہ سن کر حضرت امیر معاویہ نے فرمان جاری کیا: ہم نے تم پر ان ہی کا فیصلہ نافذ کیا۔

عبداللہ بن بردہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں:

''ان الحسن دخل على معاوية، فقال: لأجيزنک بجائزة لم أجز بها أحدا، فأجازه بأربع مئة ألف، أو أربع مئة الف

۱۔ بیہقی، ابوبکر احمد بن حسین بن علی بن عبداللہ بن موسی۔ **السنن الکبری**، ج: ۱۰، ص: ۲۰۶، الرقم: ۲۰۳۷۷۔ مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان۔ سن اشاعت: ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء۔

الف''[۱]۔

یعنی: حضرت امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ حضرت امیر معاویہ کے یہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے کہا: آج میں آپ کو ایسا انعام دوں گا جو میں نے آج تک کسی کو نہیں دیا ہے، پھر انہوں نے حضرت امام کو چار لاکھ یا چار کروڑ (دراہم) انعام دیئے۔

حضرت عمرو بن عاص کے نزدیک اہل بیت کی عظمت:

عیزار بن حریث سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں:

''بینما عمرو بن العاص جالس فی ظل الکعبة ،اذ رأی الحسین بن علی مقبلا، فقال: هذا أحب أهل الأرض الی أهل السماء الیوم''[۲]۔

یعنی: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہ خانہ کعبہ کے سایے میں تشریف فرما تھے کہ سامنے سے امام حسین بن علی رضی اللہ تعالی عنھما تشریف لاتے ہوئے نظر آئے، تو انہیں دیکھ کر حضرت عمرو بن عاص نے فرمایا: اس وقت آسمان والوں کے نزدیک زمین پر رہنے والے تمام لوگوں کے درمیان سب سے زیادہ محبوب شخص یہی ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس کی عقیدت:

مدرک بن عمارہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں:

''رأیت ابن عباس آخذا برکاب الحسن والحسین، فقیل

۱۔ذہبی، ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان دمشقی۔سیر اعلام النبلاء، ج:۳، ص: ۲۶۹۔ مطبوعہ: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان۔سن اشاعت: ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء۔

۲۔ابن عساکر، حافظ ابوالقاسم علی بن حسن ابن ھبۃ اللہ بن عبداللہ بن حسین دمشقی۔ تاریخ مدینة دمشق، ج: ۱۴، ص: ۱۷۹۔مطبوعہ: دارالفکر، بیروت۔سن اشاعت: ۱۴۱۵/۱۹۹۵ء۔

لـه: أتـأخـذ بر كابهما و أنت أسن منهما؟ فقال: ان هذين

ابـنا رسول الله صلى الله عليه وسلم، أوليس من سعادتى

أن آخذ بر كابهما''[۱]۔

یعنی: میں نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضرات حسنین کے رکاب پکڑے ہوئے دیکھا۔ان سے کہا گیا: آپ نے ان کا رکاب تھام رکھا ہے جبکہ آپ عمر میں ان سے بڑے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے (یعنی نواسے،عربی میں ایسی زبان رائج ہے) ہیں، یا انہوں نے یہ کہا: یہ میری سعادت نہیں ہے کہ میں ان کا رکاب تھام رکھوں؟

نوٹ: اہل بیت اطہار کے تعلق سے کتب تراجم وسیر میں موجود صحابہ کرام **رضـوان الـلـه تـعـالـى عليهم اجمعين** کی تمام عقیدتیں اور محبتیں اگر پیش کی جائیں تو دفتروں کی ضرورت ہوگی اور ظاہر ہے کہ یہ ایک مختصر سا مقالہ ہے اس لئے پیش کردہ مواد ہی پر اکتفا کرتے ہوئے اب ہم یہاں آئمہ اربعہ کی محبتوں کے چند نقوش پیش کرتے ہیں۔

اہل بیت کے ساتھ امام ابوحنیفہ کی محبت:

اہل بیت اطہار کے ساتھ امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رحمہ اللہ (۸۰-۱۵۰ھ/۶۹۹-۷۶۷ء) کی محبت اور عقیدت کو سمجھنے کے لئے یہ واقعہ ملاحظہ فرمائیں جو امام موفق بن احمد مکی خوارزمی رحمہ اللہ (۴۸۴؟-۵۶۸ھ/۱۰۹۱-۱۱۷۲ء) نے حافظ عبداللہ ابن مبارک تمیمی (۱۱۸-۱۸۱ھ/۷۳۶-۷۹۷ء) تک اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں:

'' انـطـلـق أبـو حـنـيـفـة الى الحج، فلما انتهى الى المدينة

استقبله محمد بن على ابن الحسين بن على رضى الله

۱۔ابن عساکر، حافظ ابوالقاسم علی بن حسن ابن ھبۃ اللہ بن عبداللہ بن حسین دمشقی۔ **تـاريـخ مـديـنـة دمشق**، ج: ۱۴، ص: ۱۷۹۔مطبوعہ: دار الفکر، بیروت۔سن اشاعت: ۱۹۹۵/۱۴۱۵ء۔

عـنهـم، فقال لأبی حنیفة:أنت الذی حولت دین جدی و أحادیثه بالقیاس؟فقال أبو حنیفة:معاذالله أن أفعل ذلک، فـقـال له أبوجعفر: بل حولته، فقال أبوحنیفه لأبی جعفر: اجـلـس مـکانک کما یحق لک حتی أجلس کما یحق لـی، فـان لک عـنـدی حـرمة کحرمة جدک صلی الله عـلیـه وسلم فی حیاته علی أصحابه، فجلس أبوجعفر،ثم جثـا أبـوحـنیـفة بیـن یـدیـه، ثـم قال: انی سائلک ثلاث کـلـمـات فـأجبـنـی، فقال له أبوحنیفه: الرجل أضعف أم الـمرأة؟ فقال:بل المرأة،فقال أبوحنیفة: کم سهم الرجل وکـم سهـم الـمـرأة؟ فـقـال أبـوجـعفر: للرجل سهمان ولـلـنسـاء سهـم، فـقــال أبـوحـنیفـه: هذا قول جدک، ولـوحـولت دین جدک لکان ینبغی فی القیاس أن یکون لـلـرجـل سهـم ولـلـمـرأة سهمان لأن المرأة أضعف من الرجل☆ ثم قال: الصلوة أفضل أم الصوم؟فقال: الصلوة أفـضـل، قـال: هـذا قول جدک، ولوحولت دین جدک فـالـقیـاس أن الـمـرأة اذا طهـرت من الحیض أمرتها أن تقضی الصلوة ولاتقضی الصوم☆ ثم قال: البول أنجس أم الـنـطـفة؟ قـال أبوجعفر: البول أنجس، قال: فلوکنت حـولـت دین جدک بالقیاس لکنت أمرت أن یغتسل من البول ویتوضأ من النطفة لأن البول أقذر من النطفة،ولکن مـعـاذ الـلـه أن أحول دین جدک بالقیاس، فقام أبوجعفر

فعانقه وألطفه وأكرمه وقبل وجهه'[۱]۔

ترجمہ: امام ابوحنیفہ حج کے لئے گئے۔ جب آپ مدینے میں پہنچے تو وہاں امام محمد بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنھم سے آپ کا سامنا ہوا۔ انہوں نے امام ابوحنیفہ سے کہا: آپ ہی وہ ہیں جنھوں نے میرے جد کریم کے دین اور احادیث کو قیاس سے بدل دیا ہے؟ امام نے کہا: معاذ اللہ! میں ایسا کبھی نہیں کرسکتا۔ انہوں نے فرمایا: مگر آپ نے ایسا کیا ہے۔ یہ سن کر امام ابوحنیفہ نے امام ابوجعفر سے کہا: آپ اپنی نشست پر اپنے شایان شان تشریف رکھئے اور میں اپنے حق کے مطابق بیٹھ جاتا ہوں، کیونکہ مجھ پر آپ کی تعظیم ویسی ہی (واجب) ہے جیسی آپ کے جد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ان کے عہد میں ان کے اصحاب پر واجب تھی۔ چنانچہ جب امام ابوجعفر بیٹھ گئے تو امام ابوحنیفہ ان کے سامنے زانو کے بل (یعنی دوزانو، جیسے ہم قعدہ میں بیٹھتے ہیں) بیٹھے، اوران سے کہا: میں آپ سے تین باتیں پوچھوں گا، آپ (برائے کرم) جواب عنایت فرمائیں۔ امام ابوحنیفہ نے پوچھا: مرد کمزور ہے یا عورت؟ امام جعفر نے جواب دیا: عورت کمزور ہے۔ پھر امام ابوحنیفہ نے پوچھا: (ترکہ میں) مرد کا حصہ کتنا ہے اور عورت کا کتنا؟ امام ابوجعفر نے جواب دیا: مرد کے دو حصے ہیں اور عورت کا ایک حصہ۔ اب امام ابوحنیفہ نے کہا: یہ آپ کے جد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے، اور اگر میں آپ کے جد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو بدلتا تو قیاس کا تقاضہ تو یہ تھا کہ مرد کو ایک حصہ دیا جائے اور عورت کو دو، کیونکہ عورت مرد سے کمزور ہے ☆ پھر امام ابوحنیفہ نے پوچھا: نماز افضل ہے یا روزہ؟ امام ابوجعفر نے جواب دیا: نماز۔ اس پر امام ابوحنیفہ نے کہا: یہ آپ کے جد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے، تو اگر میں آپ کے جد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو بدلتا تو قیاس تو یہ چاہتا تھا کہ جب عورت حیض سے پاکی حاصل کرے تو میں اسے حکم دیتا کہ وہ نماز کی قضا کرے، نہ کہ روزے کی (کیونکہ نماز، روزہ سے افضل ہے) ☆ پھر امام ابوحنیفہ نے پوچھا: پیشاب زیادہ نجس ہے یا نطفہ؟ امام ابوجعفر نے جواب دیا: پیشاب۔ اس پر امام ابوحنیفہ نے کہا: اگر میں قیاس کے ذریعے آپ کے جد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو بدلتا تو

۱۔ موفق مکی، ابن احمد خوارزمی۔ **مناقب الامام الأعظم أبی حنیفة.** ج: ۱، ص: ۱۶۷، ۱۶۸۔ مطبوعہ: دائرۃ المعارف النظامیۃ، حیدر آباد، دکن، ہند۔ سن اشاعت: ۱۳۲۱ھ۔

ضرور یہ حکم دیتا کہ بندہ پیشاب کے بعد غسل کرے اور نطفہ کے بعد وضو، کیوں کہ پیشاب نطفہ کے مقابلے میں زیادہ گندا ہے؛ لیکن معاذ اللہ میں قیاس کے ذریعے آپ کے جد کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے دین کو کبھی نہیں بدل سکتا۔ یہ باتیں سن کر امام ابوجعفر کھڑے ہوئے، انھوں نے امام ابوحنیفہ کو گلے لگایا، ان پر بہت زیادہ عنایات کیں، ان کو عزت دی اور ان کے چہرے پر بوسہ دیا۔

متذکرہ بالا اقتباس سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی جو علمیت اور زبردست قوت استدلال ابھر کر سامنے آتی ہے، وہ اپنی جگہ پر؛ یہاں ہمارا محل استشھاد امام ابوجعفر رحمہ اللہ کے سامنے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مؤدبانہ انداز نشست اور یہ قول ہے: ﴿**فان لک عندی حرمة کحرمة جدک صلی الله علیه وسلم فی حیاته علی أصحابه**﴾۔ یعنی: مجھ پر آپ کی تعظیم ویسی ہی (واجب) ہے جیسی آپ کے جد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ان کے عہد میں ان کے اصحاب پر واجب تھی۔

ظاہر ہے کہ ایسے والہانہ انداز اور عقیدت میں ڈوبا ہوا جواب وہی شخص دے سکتا ہے جس کے دل میں اہل بیت اطہار کی پاکیزہ محبتیں کسی تلاطم خیز دریا کی طرح موجیں مار رہی ہوں۔ آپ اس قول سے اہل بیت اطہار کے تعلق سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی پکی عقیدت اور سچی محبت کا بخوبی اور بآسانی اندازہ لگا سکتے ہیں۔

اہل بیت کے ساتھ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی محبت کے تعلق سے امام یوسف بن اسماعیل نبہانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۶۵-۱۳۵۰ء/۱۸۴۹-۱۹۳۲ء) کی یہ چشم کشا تحریر بھی ملاحظہ فرمالیں۔ وہ لکھتے ہیں:

''هذا الامام الأعظم أبوحنيفة النعمان رضى الله عنه والى ابراهيم بن عبدالله المحض ابن الحسن المثنى ابن الحسن السبط رضوان الله عليهم وأفتى الناس بلزوم وجودهم معه ومع أخيه محمد، وقيل: ان سجنه رضى الله عنه كان فى الباطن لهذا السبب، وفى الظاهر

لامتناعه من القضاء''[۱]۔

یعنی: امام اعظم ابوحنیفہ نعمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابراہیم بن عبداللہ محض ابن حسن مثنی ابن نواسہ رسول امام حسن رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی حمایت کی اور لوگوں کے سامنے فتوی دیا کہ وہ ان کے اور ان کے بھائی محمد کے ساتھ رہیں۔ یہاں کہتے ہیں کہ اگرچہ امام موصوف کی قید و بند کے پیچھے ظاہری وجہ یہ تھی کہ انہوں نے منصب قضا کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا تاہم باطنی وجہ حضرت ابراہیم کی حمایت ہی تھی۔

اہل بیت کے ساتھ امام مالک بن انس کی محبت:

اہل بیت اطہار کے ساتھ امام مالک رضی اللہ تعالی عنہ کی محبت کا ایک بڑا ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے بنوامیہ کے خلاف سیاسی جدوجہد میں امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے پرپوتے حضرت ابراہیم بن زید رضی اللہ تعالی کی نہ صرف حمایت کی بلکہ ان کے حق میں باقاعدہ فتوی جاری کیا، اور اسی بنا پر کئی سال تک آپ رحمہ اللہ کو روپوش بھی رہنا پڑا۔ چنانچہ علامہ نبہانی لکھتے ہیں:

''وهذا امام دار الهجرة مالك بن أنس رضى الله عنه والى ابراهيم بن زيد بن على بن زين العابدين ابن الحسين رضى الله عنهم وأفتى الناس بلزوم وجودهم معه واختفى من أجله عدة سنين،وقيل:ان الذى والاه الامام مالك هومحمد أخوابراهيم بن عبدالله المحض الذى والاه الامام أبوحنيفة''[۲]۔

۱۔نبہانی، یوسف بن اسماعیل بن یوسف۔**الشرف المؤبد لآل محمد صلى الله عليه وسلم**، ص: ۹۴۔مطبوعہ: مکتبۃ الثقافۃ الدینیۃ، قاہرہ، مصر۔سن اشاعت: ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء۔

۲۔نبہانی، یوسف بن اسماعیل بن یوسف۔**الشرف المؤبد لآل محمد صلى الله عليه وسلم**. ص: ۹۴۔مطبوعہ: مکتبۃ الثقافۃ الدینیۃ، قاہرہ، مصر۔سن اشاعت: ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء۔

یعنی: امام شہر ہجرت، امام مالک بن انس رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت ابراہیم بن زید بن علی بن زین العابدین ابن الحسین رضی اللہ عنھم کی حمایت کی اور ان کے حق میں یہ فتوی جاری کیا کہ لوگ ان کے ساتھ رہیں اور اسی وجہ سے وہ کئی سال روپوش بھی رہے۔ یہاں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ: امام ابوحنیفہ نے جس ابراہیم بن عبداللہ محض کی حمایت کی تھی، ان ہی کے بھائی محمد کی حمایت امام مالک نے کی تھی۔

اہل بیت کے ساتھ امام مالک بن انس کی محبت کا ایک واضح ثبوت یہ بھی ہے کہ "طلاق مکرہ" کے مسئلے پر حاکم مدینہ جعفر بن سلیمان کے ساتھ اختلاف کی بنا پر جعفر بن سلیمان نے انہیں اونٹ پر بٹھا کر شہر بھر میں گشت کرایا، ان کو بے عزت کرنے کی پوری کوشش کی اور پھر انہیں اتنے کوڑے لگوائے کہ کوڑوں کی مار سے امام موصوف بے ہوش ہو گئے اور حالت بے ہوشی ہی میں انہیں اٹھا کر لے جایا گیا۔ اب سنئے! امام صاحب کو ہوش آنے کے بعد جب لوگ ان کے گرد جمع ہوئے تو انہوں نے لوگوں سے فرمایا:

"أشهدكم أني جعلت ضاربي في حل، فسئل بعد ذلك، فقال: خفت أن أموت فألقى النبي صلى الله عليه وسلم فأستحي منه أن يدخل بعض آله النار بسببي"[۱]۔

یعنی: اے لوگو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے مارنے والے کو معاف کر دیا ہے۔ بعد میں جب ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا: مجھے ڈر ہے کہ موت کے بعد جب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سامنا کروں گا تو مجھے اس بات سے حیا آئے گی کہ میری وجہ سے ان کی آل کا ایک فرد جہنم میں داخل ہوگا۔

بات یہ ہے کہ حاکم مدینہ جعفر بن سلیمان، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما کے پرپوتے تھے۔ شجرہ نسب کچھ یوں ہے: جعفر بن سلیمان بن علی بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب۔ یعنی ان موصوف کا تعلق چوں کہ بنو ہاشم سے تھا، اس بنیاد پر حضرت امام مالک رضی اللہ تعالی عنہ نے ان کی ساری

۱۔ نبہانی، یوسف بن اسماعیل بن یوسف۔ **الشرف المؤبد لآل محمد صلی الله علیه وسلم**، ص: ۱۰۱۔ مطبوعہ: مکتبۃ الثقافۃ الدینیۃ، قاہرہ، مصر۔ سن اشاعت: ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء۔

زیادتیاں معاف فرمادیں۔ بے شک اہل بیت اطہار کے ساتھ محبت کی یہ ایک ایسی نظیر ہے جو کہیں اور نظر نہیں آتی۔ تاہم بات یہیں پر ختم نہیں ہوجاتی بلکہ اسی واقعہ کی ایک کڑی ایسی ہے جو''محبت اہل بیت'' کے عنوان کو ایک نئے مفہوم سے آشنا کرتی ہے۔

چنانچہ واقعہ کا تسلسل قائم رکھتے ہوئے امام نبہانی نے آگے یہ بھی لکھا ہے کہ جب خلیفہ منصور نے حضرت امام مالک سے کہا: میں جعفر سے آپ کو آپ کا بدلہ دلواؤں؟ تو حضرت امام نے جواب دیا:

''أعوذ بالله ، والله! ما ارتفع منها سوط عن جسمي الاوقد جعلته في حل لقرابته من رسول الله صلى الله عليه وسلم''[۱]۔

یعنی: اللہ کی پناہ، میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جب کوڑا میرے جسم سے بلند ہوتا تھا تو میں انہیں اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کی وجہ سے معاف کر دیتا تھا۔

اہل بیت کے ساتھ امام شافعی کی محبت:

وقت کے عظیم رہبر اور کروڑوں مسلمانوں کے مقتدا امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ (۱۵۰-۲۰۴ھ/ ۷۶۷-۸۱۹ء) اہل بیت اطہار سے اتنی شدید محبت فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں نے ان پر''رافضیت'' کی تہمت تراشی اور اِس محبت اہل بیت کے پاداش میں انہیں زنجیریں پہنا کر بغداد لے جایا گیا۔ سنئے پورا قصہ علامہ نبہانی کی زبانی، وہ لکھتے ہیں:

''أما الامام القرشي ابن عم النبي محمد ابن ادريس الشافعي رضي الله عنه فقد حمل الى بغداد مكبلا بالقيود بسبب شدة ولائه لآل الرسول صلى الله عليه

۱۔ نبہانی، یوسف بن اسماعیل بن یوسف۔ الشرف المؤبد لآل محمد صلى الله عليه وسلم. ص: ۱۰۱۔ مطبوعہ: مكتبة الثقافة الدينية، قاہرہ، مصر۔ سن اشاعت: ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء۔

وسلم ووقع له فی ذلک أمور یطول شرحها بل بلغ معه الحال فی محبتهم الی أن نسبه أهل الزیغ والضلال الی الرفض حاشا ثم حاشاه''[۱]۔

یعنی: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد، امام قرشی امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہ کو آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شدت محبت کی بنا پر زنجیریں پہنا کر بغداد لے جایا گیا اور اس معاملے میں انہیں ایسے امور پیش آئے جنہیں رقم کرنے سے بات کافی طویل ہوجائے گی؛ بلکہ اہل بیت کے تعلق سے ان کی محبت اتنی شدید ہوگئی کہ گمراہ اور سرکش لوگوں نے انہیں رافضیت کی جانب منسوب کردیا حالانکہ رافضیت کے ساتھ ان کا کوئی دور کا بھی ناطہ نہ تھا۔

امام بیہقی (۳۸۴-۴۵۸ھ/۹۹۴-۱۰۶۶ء) نے امام شافعی رضی اللہ عنہ کے ایک ساتھی امام ربیع بن سلیمان مرادی تک اپنی متصل سند کے ساتھ لکھا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالی نے یہ اشعار پڑھے۔ واضح رہے کہ امام موصوف نے جب مکہ سے نکل کر منی کا قصد کیا تھا اُس وقت وہ جس بھی وادی یا گھاٹی میں اترتے، یہ اشعار کہتے جاتے تھے:

یا راکبا قف بالمحصب من منی........ واهتف بقاعد خیفها والناهض

سحرا اذا فاض الحجیج الی منی ...... فیضا کملتطم الفرات الفائض

ان کا رفضا حب آل محمد .... فلیشهد الثقلان أنی رافضی [۲]

ترجمہ: اے سوار! منی کی وادی محصب میں ٹھہر اور درۂ خیف میں بیٹھے ہوئے اور استادہ لوگوں کو بتا؛ جب سحر کے وقت حجاج کرام دریائے فرات کی تلاطم خیز موجوں کی طرح منی کی جانب گام زن ہوں؛ کہ،

۱۔ نبہانی، یوسف بن اسماعیل بن یوسف۔ **الشرف المؤبد لآل محمد صلی الله علیه وسلم**۔ ص: ۹۴۔ مطبوعہ: مکتبۃ الثقافۃ الدینیۃ، قاہرہ، مصر۔ سن اشاعت: ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء۔

۲۔ بیہقی، ابوبکر احمد بن حسین بن علی بن عبداللہ بن موسی۔ **مناقب الشافعی**. ج: ۲، ص: ۷۱. مطبوعہ: مکتبۃ دار التراث، قاہرہ، مصر۔ سن اشاعت: ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء۔

اگر (بالفرض) آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہی کا نام رفض ہے تو تمام جن وانسان اس بات پر گواہ ہوجائیں کہ میں رافضی ہوں۔

اہل بیت کے ساتھ امام احمد بن حنبل کی محبت:

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی شافعی لکھتے ہیں:

''ولاأحفظ عن الامام الجليل أحمد بن حنبل رضی الله عنه شيئا مخصوصا فی ذلک غير أنه مع كمال ورعه ودقة نظره قال بكفر يزيد بن معاوية وجواز لعنه و ماذاک الا لو الائه لآل مصطفی صلی الله عليه وسلم'' [۱]۔

یعنی: اہل بیت کی محبت کے سلسلے میں جلیل القدر امام حضرت احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے بارے میں تو مجھے کوئی خاص بات نہیں معلوم تاہم اپنے کمال تقوی اور دقت نظر کے باوجود انہوں نے یزید بن معاویہ کے کفر کا قول کیا اور اس پر لعنت وغیرہ کو جائز قرار دیا۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ وہ جناب مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اطہار سے محبت رکھتے تھے۔

نوٹ: گزشتہ سطور میں ہم نے اہل بیت اطہار کے تئیں آئمہ اربعہ **رضی اللہ تعالی عنهم أجمعين** کی عقیدت ومحبت کے چند نقوش حوالہ قرطاس کرنے کی کوشش کی۔ اب ہم أئمہ اربعہ کے علاوہ چند دیگر اکابرین کے تاثرات بھی رقم کئے دیتے ہیں تا کہ یہ بات خوب اچھی طرح واضح ہوجائے کہ مختلف ادوار میں کبار امت کے یہاں حضور اکرم **صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم** کی آل پاک کو لے کر کس قسم کا رجحان موجود رہا اور امت کے ناخداؤں نے اہل بیت اطہار کے حضور کس والہانہ انداز میں عقیدت کے

۱۔نبہانی، یوسف بن اسماعیل بن یوسف۔ **الشرف المؤبد لآل محمد صلی الله عليه وسلم۔** ص: ۹۴۔ مطبوعہ: مکتبۃ الثقافۃ الدینیۃ، قاہرہ، مصر۔ سن اشاعت: ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء۔

نذرانے پیش کئے۔

امام حسن بصری کا تاثر:

تفسیر وحدیث اور اخلاق وتصوف کے قدآور امام حضرت علامہ ابوسعید حسن بن موسی بصری رحمہ اللہ (۲۱-۱۱۰ھ/۶۴۲-۷۲۸ء) کہتے ہیں:

''لو کان لی مدخل فی العصبة مع قتلة الحسین بن علی وخیرت بین الجنة والنار لاخترت دخول النار حیاء من رسول الله صلی الله علیه وسلم أن یقع علی بصره فی الجنة''[۱]۔

یعنی: اگر میں حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کے قاتلوں کی جماعت میں ہوتا اور پھر مجھے جنت ودوزخ کے مابین اختیار دیا جاتا تو میں ضرور اس خوف سے جہنم میں داخل ہونا پسند کرتا کہ کہیں جنت میں مجھ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر نہ پڑ جائے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا تاثر:

امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (۶۱-۱۰۱ھ/۶۸۱-۷۲۰ء) اہل بیت اطہار سے کتنی محبت فرمایا کرتے تھے اور ان کی نظروں میں اہل بیت کی توقیر کتنی زیادہ تھی؟ اس بات کا اندازہ آپ اس واقعہ سے لگائیں۔ نورالابصار میں ہے:

''أتی عبد الله بن الحسن مرة الی عمر بن عبدالعزیز فی حاجة فقال: اذا کانت لک حاجة فأرسل الی ،أحضر، أو اکتب لی ورقة فأنی أستحی من الله أن یراک علی

۱۔ شیخ شبلنجی، مومن بن حسن مومن۔ نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار. ص: ۲۳۵۔ مرکز تحقیقات کامپیوتری علوم اسلامی، قم، اسلامی جمہوریہ ایران۔

بابی''[۱]۔

یعنی: ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن حسن رضی اللہ عنہما کسی ضرورت کے تحت حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے تو انہوں نے کہا: جب آپ کو کوئی ضرورت ہو تو مجھے بلا لیا کریں، میں حاضر ہو جاؤں گا؛ یا پھر مجھے خط لکھ دیا کریں، کیونکہ مجھے اللہ عزوجل سے حیا آتی ہے کہ وہ آپ کو میرے دروازے پر دیکھے۔

امام ابوبکر بن عیاش اسدی کا تاثر:

امام عبداللہ بن مبارک، امام الکسائی، امام وکیع بن الجراح، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی اور امام احمد بن حنبل شیبانی وغیرہم جیسے جلیل القدر آئمہ کے استاذ امام ابوبکر بن عیاش اسدی (۹۵-۱۹۳ھ) کہتے ہیں:

''لو أتانی أبوبکر وعمر وعلی فی حاجة لبدأت بحاجة علی لقربه من رسول الله صلی الله علیه وسلم،[ولأن أخر] من السماء الی الأرض أحب الی من أن أقدمه علیهما فی الفضل''[۲]۔

یعنی: اگر حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت علی کسی کام کیلئے میرے پاس تشریف لائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربت کی وجہ سے میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کام کروں گا۔ تاہم مجھے آسمان سے زمین پر گر جانا اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دوں۔

۱۔ شیخ شبلنجی، مومن بن حسن مومن۔ **نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار.** ص: ۲۳۵۔ مرکز تحقیقات کامپیوتری علوم اسلامی، قم، اسلامی جمہوریہ ایران۔

۲۔ شیخ شبلنجی، مومن بن حسن مومن۔ **نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار.** ص: ۲۳۵۔ مرکز تحقیقات کامپیوتری علوم اسلامی، قم، اسلامی جمہوریہ ایران۔

امام رازی کا تاثر:

امام فخر الدین محمد بن عمر تیمی رازی (۵۴۳-۶۰۶ھ/۱۱۴۹-۱۲۰۱ء) رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''ان أهل بيته صلى الله عليه وسلم ساووه في خمسة أشياء: في الصلاة عليه وعليهم في التشهد وفي السلام والطهارة وفي تحريم الصدقة وفي المحبة''[۱]۔

یعنی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت پانچ چیزوں میں ان کے برابر ہیں، اول: تشہد کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اوران کے اہل بیت کے لئے دعا کرنے میں؛ دوم: سلام کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اوران کے اہل بیت کے لئے دعا کرنے میں؛ سوم: طہارت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اوران کے اہل بیت کے لئے دعا کرنے میں؛ چہارم: تحریم صدقہ میں؛ اور پنجم: محبت میں۔

امام محی الدین ابن العربی کا تاثر:

حضرت شیخ اکبر محی الدین محمد بن علی حاتمی طائی اندلسی رحمہ اللہ (۵۶۰-۶۳۸ھ/۱۱۶۵-۱۲۴۰ء) کہتے ہیں:

''أقول به أن ذنوب أهل البيت انما هي ذنوب في الصورة، لافي الحقيقة، لأن الله تعالى غفرلهم ذنوبهم بسابق العناية، لقوله تعالى: ﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾''[۲]۔

۱۔ شیخ شبلنجی، مومن بن حسن مومن۔ نورالابصار في مناقب آل بيت النبي المختار. ص: ۲۳۱۔ مرکز تحقیقات کامپیوتری علوم اسلامی، قم، اسلامی جمہوریہ ایران۔

۲۔ شیخ شبلنجی، مومن بن حسن مومن۔ نورالابصار في مناقب آل بيت النبي المختار. ص: ۲۳۴۔ مرکز تحقیقات کامپیوتری علوم اسلامی، قم، اسلامی جمہوریہ ایران۔

یعنی: میں اہل بیت کے تعلق سے یہ کہتا ہوں کہ ان کے گناہ محض صوری ہیں، حقیقی نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالی نے اپنی سابقہ عنایتوں سے ان کے تمام گناہ بخش دیئے ہیں، چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے: اے اہل بیت! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ وہ تم سے ہر ناپاکی کو دور فرمادے اور تمہیں خوب خوب پاک کردے۔

حضرت شیخ اکبر نے ''فتوحات'' میں اہل بیت کے تعلق سے ایک بڑی خوبصورت رباعی کہی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

فلا تعدل بأهل البيت خلقا..... فأهل البيت هم أهل السيادة

فبغضهم من الانسان خسر...... حقيقي وحبهم عبادة''[ا]۔

یعنی: کسی کو اہل بیت کے مساوی قرار نہ دو، کیونکہ اصل میں اہل بیت ہی (امت کے) سردار ہیں، سو ان سے بغض وعداوت حقیقی نقصان ہے اور ان کی محبت عین عبادت ہے۔

علامہ ابن تیمیہ کا تاثر:

علامہ ابن تیمیہ (۶۶۱-۷۲۸ھ/ ۱۲۶۳-۱۳۲۸ء) نے ''مجموع الفتاوی'' میں اہل بیت کے تعلق سے اپنا نقطہ نظر واضح کرتے ہوئے ایک واقعہ درج کیا ہے۔ واقعہ چونکہ ذرا طویل ہے اس لئے الفاظ وعبارات کی نقل آرائی سے گریز کرتے ہوئے ہم یہاں محض اس کا اردو ترجمہ پیش کررہے ہیں۔ علامہ موصوف منگولوں کے بارے میں لکھتے ہیں: ''جب یہ لوگ فتنہ عظیم میں دمشق آئے اور میرے اور ان کے درمیان بحثیں ہوئیں تو ان میں سے ایک شخص نے مجھ سے کہا: یزید کے بارے میں آپ لوگ کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا: ہم اسے گالی بھی نہیں دیتے اور اس سے محبت بھی نہیں کرتے، وہ کوئی نیک آدمی تو تھا نہیں کہ ہم اس سے محبت کریں، اور ہم کسی مسلمان کو تعین کے ساتھ گالی نہیں دیتے۔ اس نے مجھ سے پوچھا: کیا آپ لوگ اس پر لعنت بھی نہیں کرتے؟ کیا وہ ظالم نہیں تھا؟ کیا اس نے (امام) حسین کو قتل نہیں کیا؟ میں نے جواب

ا۔ شیخ شبلنجی، مومن بن حسن مومن۔ نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار. ص: ۲۳۴۔ مرکز تحقیقات کامپیوتری علوم اسلامی، قم، اسلامی جمہوریہ ایران۔

دیا: جب حجاج بن یوسف یا اس جیسے دیگر ظالموں کا ذکر کیا جائے تو ہم اسی طرح کہتے ہیں جس طرح اللہ نے قرآن میں کہا ہے: ﴿ اَلَا لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيۡنَ ﴾ یعنی! خبردار، ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ سو ہم متعین کر کے کسی پر لعنت کرنا پسند نہیں کرتے حالانکہ بعض علما نے حجاج پر لعنت بھی کی ہے، دراصل یہ ایک اجتہادی معاملہ ہے جس میں ہمارے نزدیک بہتر اور احسن بات یہ ہے کہ متعین کر کے کسی پر لعنت نہ بھیجی جائے۔ اور جہاں تک بات ہے اُس کی جس نے (امام) حسین کو قتل کیا یا ان کے قتل پر اعانت کی یا ان کے قتل پر راضی ہوا، اُس پر اللہ، فرشتے اور تمام لوگوں کی لعنت ہے؛ اللہ تعالی فرائض ونوافل میں سے کچھ بھی اس کی جانب سے قبول نہ فرمائے۔ اس نے کہا: کیا آپ لوگ اہل بیت سے محبت نہیں کرتے؟ میں نے کہا: اہل بیت کی محبت ہمارے نزدیک فرض وواجب ہے، اور اس محبت پر اجر دیا جائے گا؛ کیونکہ ہمارے نزدیک صحیح مسلم میں حضرت زید بن ارقم سے ثابت ہے، وہ کہتے ہیں: ﴿**خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بغدير يدعى خما، بين مكة والمدينة، فقال: أيها الناس! انى تارك فيكم الثقلين، كتاب الله، فذكر كتاب الله وحض عليه، ثم قال: وعترتى أهل بيتى، أذكركم الله فى أهل بيتى، أذكركم الله فى أهل بيتى**﴾ یعنی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع غدیر خم کے پاس خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو! میں تمہارے پاس دو بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جن میں سے ایک ہے اللہ کی کتاب، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اللہ کا ذکر کیا اور اس پر عمل کرنے کی ترغیب دلائی، پھر فرمایا: اور ایک ہے میرے اہل بیت، میں تمہیں میرے اہل بیت کے تعلق سے اللہ کا خوف دلاتا ہوں، میں تمہیں میرے اہل بیت کے تعلق سے اللہ کا خوف دلاتا ہوں، میں نے اس آدمی سے کہا: ارے بھئی! ہم لوگ تو ہر نماز میں کہتے ہیں: ﴿**اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على ابراهيم، انک حميد مجيد، وبارک على محمد وعلى آل محمد كما باركت على آل ابراهيم، انک حميد مجيد**﴾۔ یعنی: بارالہٰ! تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پاک پر اسی طرح درود نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود نازل فرمایا ہے، بیشک تو بڑی تعریف کیا ہوا اور بزرگی والا رب ہے۔ اے اللہ! تو حضرت محمد صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پاک پر اسی طرح برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر برکتیں نازل فرمائیں، بیشک تو بڑی تعریف کیا ہوا اور بزرگی والا رب ہے۔ یہ سن کر اس نے کہا: اس کے بارے میں آپ لوگ کیا کہتے ہیں جو اہل بیت سے بغض رکھتا ہے؟ میں نے کہا: جو اہل بیت سے بغض رکھے اُس پر اللہ، فرشتے اور تمام لوگوں کی لعنت۔ اللہ تعالیٰ فرائض ونوافل میں سے کچھ بھی اس کی جانب سے قبول نہ فرمائے۔

پھر میں نے منگول وزیر سے پوچھا: کیا وجہ ہے کہ اس نے یزید کے بارے میں سوال کیا جب کہ یہ تو تاتاری ہے؟ اس نے جواب دیا: لوگوں نے اسے بتایا ہے کہ اہل دمشق ناصبی (ایک مسلم فرقہ جو حضرت علی اور ان کی اولاد سے بغض رکھتا ہے) ہیں۔ یہ سن کر میں نے بلند آواز سے کہا: کہنے والے نے اس سے جھوٹ کہا ہے، اور جس نے بھی یہ بات کہی ہے اُس پر اللہ کی لعنت۔ واللہ! اہل دمشق ناصبی نہیں ہیں، میں ان میں کسی کو بھی ناصبی نہیں جانتا، اور اگر دمشق میں کوئی حضرت علی کی توہین کرے تو مسلمان اس پر جھپٹ پڑیں گے؛ تاہم زمانہ قدیم میں جب بنوامیہ کی حکمرانی تھی اُس وقت بنوامیہ کے بعض افراد حضرت علی سے بغض وعداوت رکھتے اور انہیں گالیاں دیتے تھے، لیکن آج ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں ہے"[۱]۔

امام علی خواص برلسی کا تاثر:

دسویں صدی ہجری کی اسلامی دنیا کے نامور عالم دین اور تصوف کے عالی قدر امام حضرت سیدی علی الخواص برلسی (متوفی: ۹۴۹ھ) کہتے ہیں:

"من حق الشريف علينا أن نفديه بأرواحنا لسريان لحم رسول الله صلى الله عليه وسلم ودمه الكريمين فيه فهو بضعة من رسول الله صلى الله عليه وسلم، وللبعض في

۱۔ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام حرانی۔ مجموع الفتاوی، ج: ۴، ص: ۴۸۷، ۴۸۸۔ مطبوعہ: مجمع الملک فھد لطباعۃ المصحف الشریف، مدینہ منورہ۔ سن اشاعت: ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء۔

الاجــلال والتعظيم والتوقير ما للكل وحرمة جزئه صلى
الله عليه وسلم كحرمة جزئه حيا''[ا]۔

یعنی: سادات کرام کا حق ہم پر یہ ہے کہ ہم اپنی روحیں ان پر قربان کردیں، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گوشت مبارک اور خون شریف ان میں موجود ہے، تو گویا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ٹکرا ہیں، اور تعظیم وتوقیر میں جزء کا وہی حکم ہوتا ہے جو کل کا ہوتا ہے سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے (اِس) جزء کی تعظیم اب بھی ہم پر اسی طرح ضروری ہے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ظاہری میں ضروری تھی۔

امام شعرانی کا تاثر:

عارف باللہ، حضرت علامہ سیدی امام عبدالوہاب بن احمد شعرانی (۸۹۸-۹۷۳ھ/۱۴۹۳-۱۵۶۵ء) لکھتے ہیں:

''ومــما منّ الله تبــــارك وتعالى به على كثرة تعظيمی
لـلشـرفـاء، وان طعن الـــناس فی نسبهم، وأری ذلك
التـعـظيـم من بعض ما يستحقونه علی، وكذلك من نعم
الـلـه تبـارك وتعالى على تعظيم أولاد العلماء والأولياء
واكرامهم واجلالهم بطريقة الشرعی،ولو كانوا على غير
قدم الاستقامة، ثم من أقـــل ما أعـــامل به الشريف فی
الاجـلال والتـعـظيم أن أعامله مثل ماأعامل نائب مصرأو
قاضی العسكر،وهذا خلق عظيم غريب فی هـــذا الزمن،

ا۔شیخ شبلنجی، مومن بن حسن مومن۔ نـورالابـصـار فـی مـناقب آل بيت النبی المختار. ص: ۲۳۶۔ مرکز تحقیقات کامپیوتری علوم اسلامی، قم، اسلامی جمہوریہ ایران۔

قل من يعمل به من الناس. ومن جملة الأدب مع الشرفاء أن لايجلس أحدنا على فرش أومرتبة أوصفة،والشريف بضد ذلک، وأن لانتزوج لهم مطلقة وزوجة ماتوا عنها، وكذلک لانتزوج شريفة الا اذاكان أحدنا يعرف من نفسه القدرة على القيام بواجب حقها، وأن يعمل على رضاها، فلايتزوج عليها ولايتسرى ولايفتقر عليها فى المأكل والملبس دون قدرتنا، ونقول:ان جدک رسول الله صلى الله عليه وسلم اختار ذلک''[۱]۔

ترجمہ: مجھ پر اللہ تبارک وتعالی کے احسانات میں سے ایک بڑا احسان یہ ہے کہ میں سادات کرام کی بہت زیادہ عزت کرتا ہوں، اگر چہ لوگ ان کے نسب میں طعن کرتے ہوں بلکہ میں تو یہ مان کر چلتا ہوں کہ ان کی یہ تعظیم مجھ پر ان کا ایک حق ہے۔ یوں ہی مجھ پر اللہ تبارک وتعالی کی نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ ہے کہ میں علماء اور اولیاء کی اولاد کا بھی شرعی طریقے پر احترام واکرام کرتا ہوں اگر چہ وہ صاحب تقوی نہ ہوں۔ پھر میں سادات کی کم ازکم اتنی تعظیم تو کرتا ہی ہوں جتنی والی مصر کے نائب یا قاضی لشکر کی ہوسکتی ہے۔ یہ ایک عظیم اخلاق ہے جو اس دور میں کم نظر آتا ہے ہےاور بہت کم لوگ اس طریق پر عمل کرتے ہیں۔ سادات کے آداب میں ایک ادب یہ بھی ہے کہ ہم میں سے کوئی ان سے اعلی بستر، اعلی جگہ اور بہتر طریقے پر نہ بیٹھے، جبکہ ان کا اپنا معاملہ اس کے برعکس ہے (یعنی وہ عمدہ بستر اور اچھی جگہوں پر بیٹھیں اور ہم باصرار بٹھائیں)۔ یوں ہی ان کی مطلقہ یا بیوہ عورت سے نکاح نہ کریں۔ یوں ہی کسی سیدزادی سے نکاح نہ کریں، مگر ہاں! جب ہم میں سے کوئی یہ سمجھے کہ وہ ان کی تعظیم کا واجب حق ادا کرسکتا ہے، اوران کی خواہش کے مطابق چل

۱۔شعرانی،عبدالوہاب بن احمد بن علی۔لطائف المنن والأخلاق فى وجوب التحدث بنعمة الله على الاطلاق (المنن الكبرى). ص: ۱۹۷، ۱۹۸ ۔مطبوعہ: دارالتقوی، سوریا، دمشق۔سن اشاعت: ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء۔

سکتا ہے، (اگر ایسا کرسکتا ہے تو ٹھیک ہے، ورنہ سیدزادی سے نکاح نہ کرے)۔ پھر ان کے ہوتے ہوئے کسی دوسری عورت کے ساتھ نکاح نہ کرے، کوئی کنیز بھی نہ خریدے (کہ کہیں وہ کبیدہ خاطر نہ ہوں)، یوں ہی خورد ونوش اور کپڑے لتے میں اپنی طاقت کے مطابق کوئی کمی نہ کرے؛ اور ہم ان سے کہیں کہ: آپ کے جد کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی بات (یعنی بقدر استطاعت اخراجات) اختیار کی ہے۔

کبار امت کے فیصلے:

قرآن وحدیث اور اکابر کی عقیدت کے حوالے سے اہل بیت کی عظمت پر تھوڑی بہت گفتگو کے بعد اب ہم کبار امت کے چند فیصلے درج کئے دیتے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو کہ اہل بیت کی توہین کتنا بڑا جرم ہے اور توہین اہل بیت کے مجرمین کے لئے شریعت مطہرہ میں کس قسم کی وعیدیں آئی ہیں؟

۱۔ امام المحدثین حضرت علامہ قاضی عیاض بن موسی مالکی رحمہ اللہ (۴۷۶-۵۴۴ھ/۱۰۸۳-۱۱۴۹ء) لکھتے ہیں:

''واعلم أن حرمة النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ، وتوقیرَہ وتعظیمَہ لازم کما کان حال حیاتہ وذلک عند ذکرہ علیہ السلام وذکر حدیثہ وسنتہ وسماع اسمہ وسیرتہ ومعاملة آلہ وعترتہ، وتعظیم أھل بیتہ وصحابتہ''[۱]۔

ترجمہ: اچھی طرح یاد رکھیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت اور تعظیم وتوقیر بعد وفات بھی اسی طرح باقی اور لازم ہے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ظاہری میں تھی؛ اور یہ عزت وتوقیر

۱۔ قاضی عیاض، ابو الفضل عیاض بن موسی بن عیاض بن عمرو بن موسی بن عیاض بن محمد بن موسی بن عیاض یحصبی۔ **الشفاء بتعریف حقوق المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم**، ص: ۵۱۹۔ مطبوعہ: جائزۃ دبی الدولیۃ للقرآن الکریم، دبی۔ سن اشاعت: ۱۴۳۴ھ/۲۰۱۳ء۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے وقت، آپ کی احادیث مبارکہ، آپ کی سنتوں، آپ کے اسم گرامی، آپ کی سیرت، آپ کی آل پاک کے معاملات اور آپ کے قریبی رشتے دار کے ذکر کے وقت بھی لازم ہے۔ یوں ہی آپ کے اہل بیت اور صحابہ کی تعظیم وتوقیر بھی لازم ہے۔

۲۔امام فخر الدین رازی (۵۴۳-۶۰۶ھ/۱۱۴۹-۱۲۰۱ء) لکھتے ہیں:

''اذا كان حصول المؤدة بين جمهور المسلمين واجبا فحصولها فى حق أشرف المسلمين وأكابرهم أولى''[۱]۔

یعنی: جب جمہور مسلمین کے مابین محبت ومودت واجب ہے تب تو سادات اور کبار مسلمین کے حق میں یہ مودت بدرجہ اولی واجب ہوئی۔

۳۔حافظ ابن کثیر دمشقی (۷۰۱-۷۷۴ھ/۱۳۰۲-۱۳۷۳ء) لکھتے ہیں:

''ولاتنكر الوصاة بأهل البيت والأمر بالاحسان اليهم واحترامهم واكرامهم ، فانهم من ذرية طاهرة، من اشرف بيت وجد على وجه الأرض، فخرا وحسبا ونسبا، ولاسيما اذا كانوا متبعين للسنة النبوية الصحيحة الواضحة الجليلة، كما كان عليهم سلفهم، كالعباس وبنيه، وعلى وأهل بيته وذريته، رضى الله عنهم أجمعين''[۲]۔

۱۔رازی، محمد بن عمر بن حسن بن حسین بن علی تیمی۔**التفسير الكبير ومفاتيح الغيب**، ج:۲۷، ص: ۱۶۶۔مطبوعہ: دار الفکر، بیروت، لبنان۔سن اشاعت: ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء۔

۲۔ابن کثیر، عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوبن درع بصری دمشقی۔**تفسير القرآن العظيم**، ج:۷، ص: ۲۰۱۔دار طیبۃ، ریاض۔سن اشاعت: ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء۔

ترجمہ: اہل بیت کے تعلق سے وارد شدہ وصیتوں اور ان کے ساتھ حسن سلوک کے احکام کا منکر نہ بنو بلکہ ان کا احترام واکرام بجالاؤ، کیونکہ وہ پاکیزہ نسل سے ہیں، وہ ایسے گھرانے سے ہیں جو حسب ونسب اور فخر ومباہات کے لحاظ سے روئے زمین پر سب سے اعلی ہے۔ خصوصیت کے ساتھ اگر وہ ان واضح، صحیح اور عالی مرتبہ نبوی سنتوں کے پیروکار رہوں جن پر ان کے اسلاف مثلا حضرت عباس اور ان کے بیٹے، یوں ہی حضرت علی اور ان کے گھر والے اور ان کے بال بچے عمل پیرا تھے۔ اللہ رب العزت ان تمام حضرات سے راضی ہو۔

۴۔ گیارہویں صدی ہجری کے مشہور فقیہ حضرت علامہ عبدالرحمٰن بن محمد بن سلیمان کلیوبی رحمہ اللہ تعالی (متوفی: ۱۰۷۸ھ) لکھتے ہیں:

''الاستخفاف بالأشراف والعلماء كفر، ومن قال للعالم عويلم أو للعلوى عليوى قاصدا به الاستخفاف كفر''[۱]۔

یعنی: سادات کرام اور علماء کی تحقیر کفر ہے، سو اگر کسی نے تحقیر کی نیت سے کسی عالم کو ''عویلم'' یا کسی علوی کو ''علیوی'' کہا تو اس نے کفر کیا۔

۵۔ امام محمود بن عبداللہ آلوسی حسینی (۱۲۱۷-۱۲۷۰ھ/۱۸۰۲-۱۸۵۴ء) لکھتے ہیں:

''والحق وجوب محبة قرابته عليه الصلوة والسلام من حيث أنهم قرابته صلى الله عليه وسلم كيف كانوا''[۲]

یعنی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت داروں کی محبت کا وجوب برحق ہے، اس حیثیت سے

۱۔ کلیوبی، عبدالرحمٰن بن محمد بن سلیمان۔ **مجمع الأنهر فی شرح ملتقى الأبحر**، كتاب: السير والجهاد، ج: ۲، ص: ۵۰۹۔ مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت۔ سن اشاعت: ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء۔

۲۔ آلوسی، محمود بن عبداللہ حسینی بغدادی۔ **روح المعانی فی تفسير القرآن العظيم والسبع المثانی**، ج: ۲۵، ص: ۳۲۔ مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان۔ سن اشاعت: ندارد۔

کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت دار ہیں، خواہ وہ کیسے بھی ہوں۔

٦۔ حضرت ابو مصعب امام مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں:

''من انتسب الی بیت النبی صلی اللہ علیه وسلم ،یضرب ضربا وجیعا، ویحبس طویلا حتی تظهر توبته، لأنه استخفاف بحق الرسول علیه السلام''[۱]۔

یعنی: جو اہل بیت کی جانب منسوب کسی شخص کی توہین کرے اُس کی شدید پٹائی کی جائے اور پھر اسے لمبی مدت کے لئے قید کر دیا جائے، یہاں تک کہ وہ توبہ کر لے؛ کیونکہ یہ بات (یعنی اہل بیت کی توہین) نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے حق کی خفت ہے۔

٧۔ خاتم فقہاء ومحدثین، تاج دار اہل سنت، سیدی امام احمد رضا خان قادری بریلوی رحمہ الباری (١٢٧٢-١٣٤٠ھ/١٨٥٦-١٩٢١ء) ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سید سنی المذہب کی تعظیم لازم ہے اگرچہ اس کے اعمال کیسے ہوں، ان اعمال کے سبب اس سے تنفر نہ کیا جائے، نفس اعمال سے تنفر ہو؛ بلکہ اس کے مذہب میں بھی قلیل فرق ہو کہ حد کفر کو نہ پہنچے جیسے تفضیل، تو اس حالت میں بھی اس کی تعظیم سیادت نہ جائیگی۔ ہاں! اگر اس کی بد مذہبی حد کفر تک پہنچے جیسے رافضی وہابی قادیانی نیچری وغیرہم تو اب اس کی تعظیم حرام ہے؛ کہ جو وجہ تعظیم تھی یعنی سیادت، وہی نہ رہی''[۲]

۱۔ قاضی عیاض، ابو الفضل عیاض بن موسی بن عیاض بن عمرو بن موسی بن عیاض بن محمد بن موسی بن عیاض یحصبی۔ **الشفاء بتعریف حقوق المصطفی صلی اللہ علیه وسلم**، ص: ۸۸۱۔ مطبوعہ: جائزۃ دبی الدولیۃ للقرآن الکریم، دبی۔ سن اشاعت: ١٤٣٤ھ/٢٠١٣ء۔

۲۔ فاضل بریلوی، احمد رضا بن نقی علی خان بن رضا علی خان قادری۔ **العطایا النبویة فی الفتاوی الرضویة**، ج: ۲۲، ص: ۴۲۳۔ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور۔ ١٤١٦ھ/١٩٩٥ء۔

امام اہل سنت اپنے فتوے کی مزید توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''شریعت نے تقوی کو فضیلت دی ہے، ﴿ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ﴾ اللہ تعالی کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہو۔ مگر یہ فضل ذاتی ہے، فضل نسب منتہائے نسب کی افضلیت پر ہے، سادات کرام کی انتہائے نسب حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر ہے۔ اس افضل انتساب کی تعظیم ہر متقی پر فرض ہے کہ وہ اس کی تعظیم نہیں؛ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تعظیم ہے''[۱]۔

۸۔ صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین اشرفی رضوی مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ (۱۳۰۰-۱۳۶۷ھ/۱۸۸۳-۱۹۴۸ء) لکھتے ہیں:

''مسلمانوں کے درمیان مؤدت ومحبت واجب ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: '' اَلْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ '' اور حدیث شریف میں ہے کہ مسلمان مثل ایک عمارت کے ہیں جس کا ہر ایک حصہ دوسرے حصہ کو قوت اور مدد پہنچاتا ہے۔ جب مسلمانوں میں باہم محبت واجب ہوئی تو سید عالمین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ساتھ کس قدر محبت فرض ہوگی۔ معنی یہ ہیں کہ میں ہدایت و ارشاد پر کچھ اجرت نہیں چاہتا لیکن قرابت کے حقوق تو تم پر واجب ہیں، اُن کا لحاظ کرو اور میرے قرابت والے تمہارے بھی قرابتی ہیں،

۱۔ فاضل بریلوی، احمد رضا بن نقی علی خان بن رضا علی خان قادری۔ **العطایا النبویة فی الفتاوی الرضویة**، ج: ۲۲، ص: ۴۲۳۔ مطبوعہ: رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، پاکستان۔ سن اشاعت: ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء۔

اُن کا لحاظ کرو اور میرے قرابت والے تمہارے بھی قرابتی ہیں، انہیں
ایذا نہ دو'[ا]۔

الحمد للہ رب العلمین !اہل بیت اطہار کی عظمت اور امت مسلمہ پر ان کے حقوق واجبہ کے حوالے سے ہم نے قرآن وسنت اور کبار امت کے اقوال واعمال کی روشنی میں ایک مختصر مگر واضح نوٹ آپ کے حوالے کر دیا ہے۔اب آپ محبت اہل بیت کے محفوظ اور خوبصورت خیمے میں رہ کر کوثر و سلسبیل کے ساحل پر اپنے ام القری والے حسین وجمیل آقا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی نوازشات چاہتے ہیں یا پھر بغض اہل بیت کی خوفناک آتشی کھائی میں گر کر حرماں نصیبی کو سدا کے لئے اپنے وجود کا حصہ بنانا چاہتے ہیں؟ یہ آپ پر انحصار کرتا ہے۔

ا۔صدرالافاضل،سید نعیم الدین بن سید معین الدین۔**تفسیر خزائن العرفان، تحت:السورة: الشوری، الآیة: ٢٣ .الجزء: ٢٥** ۔مطبوعہ:مکتبۃ المدینۃ،دعوت اسلامی۔